حدیث وسنت

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر
مکتب الدعوۃ، اسلام آباد

نبی کریم ﷺ پر ایمان کے تقاضے اور مقامِ نبوتؐ

حدیثِ نبویؐ کی مستند ترین کتاب 'صحیح بخاری' کے اختتام کے موقعہ پر 'تقریب صحیح بخاری' کا انعقاد دینی مدارس کی ایک دیرینہ روایت ہے۔ اِمسال جامعہ لاہور الاسلامیہ میں مؤرخہ ۶ ستمبر کو یہ تقریب منعقد ہوئی جس کے بعد جامعہ کی آخری کلاس مکمل کرنے والے طلبہ کو دستارِ فضیلت سے سرفراز کیا گیا۔اس مرحلہ پر شیخ الجامعہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہم اللہ کے پرمغز اور مؤثر خطابات بھی ہوئے۔ تقریب کے بعد جامعہ کے شعبہ کلیہ القرآن الکریم کے زیر اہتمام 'محفل حسن قراءۃ' کا بھی انعقاد ہوا۔
زیر نظر تحریر اسی تقریب کا مرکزی خطاب ہے جسے ملک کامران طاہر نے کیسٹ سے تحریری صورت میں ترتیب دیا ہے۔محترم ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ کے اس خطاب میں حجیتِ حدیث اور منصب رسالتؐ کو ایک نئے اُسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اِن تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ح م

الحمد لله حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه نحمدُه ونستعينُه ، أما بعدُ :

اللہ کی حمد وثنا جیسے اس کے شایان شان ہے اور صلوٰۃ وسلام رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ...... حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد

قابل احترام شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی، محترم جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا محمد رمضان سلفی ومحترم مولانا عبدالسلام فتح پوری حفظہ اللہ، وعزیزانِ گرامی وسامعین محترم!

آپ سب جانتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت کی ذاتِ گرامی پر ایمان مرکب ہے۔ ایمان کا مرکب ہونا دو اعتبار سے ہے: ایک اس لئے کہ دل کے یقین، زبان کے اقرار اور اعضاء و جوارح کے عمل کا نام ایمان ہے۔ یہ تینوں چیزیں ہوں تب ایمان متحقق ہوتا ہے، ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو ایمان مکمل نہیں ہوتا، اس اعتبار سے بھی ایمان مرکب ہے۔

دوسرے اس اعتبار سے بھی کہ اللہ احکم الحاکمین کے ان گنت اور بے شمار اسماے حسنیٰ ہیں، پھر اللہ ربّ العزت کی اَن گنت اور بیشمار صفاتِ عُلیٰ ہیں۔ ہر وہ نام جو انسان کے علم میں

www.KitaboSunnat.com

آجائے اور اللہ ربّ العزت کی ہر وہ صفت جو انسان کو معلوم ہوجائے، اس صفت اور نام پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور کسی ایک صفت اور اسم کا انکار اللہ ربّ العزت کے عمومی انکار کے مترادف ہے۔ اس اعتبار سے بھی ایمان مرکب ہے اور اس کا دائرہ بڑا ہی وسیع ہے۔

کوئی انسان محض اللہ کے وجود یا اس کی اُلوہیت یا اس کے خالق ہونے پر ایمان لے آئے اور سمجھے کہ میں مؤمن ہوگیا ہوں تو یہ بات کافی نہیں ہے۔ جس قدر انسان اللہ کی ذات اور صفات کے بارے میں علم حاصل کرتا چلا جائے، اس علم کے مطابق انسان کا ایمان بڑھتا جائے، تب ہی اللہ ربّ العزت کی ذات پر ایمان کی تکمیل ہوگی۔ کسی ایک نام یا صفت کے انکار کی بھی گنجائش نہیں ہے!

ایمان بالرسول ﷺ

بالکل اسی طریقے سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ایمان ہے۔ امام الانبیا محمد بن عبد اللہ بھی ہیں، نبی اللہ بھی اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں اور آپ حضرات نے امام الانبیا کے کئی اور نام بھی پڑھے اور سنے ہوئے ہیں۔ امام الانبیا کا ہر نام محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک حیثیت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جس طرح اللہ ربّ العزت کی ذات پر ایمان کی تکمیل تمام اسماء وصفات پر ایمان لائے بغیر نہیں ہوسکتی اور اللہ کے ساتھ بندے کے تعلقات وسیع الجہت ہیں، اللہ ربّ العزت کی اُلوہیت اور وحدانیت پر ایمان کے ساتھ اس کا ہر اسم اور صفت ایک تعلق کی نشاندہی کرتا ہے، ان تمام تعلقات کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، ویسے ہی امام الانبیا پر ایمان ہے۔ ہمارا تعلق محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی وسیع الاطراف ہے، ہر زاویے سے محمد رسول اللہ ﷺ کو تسلیم کریں گے تب ہی امام الانبیا پر ایمان کی تکمیل ہوگی۔ ورنہ محمد بن عبد اللہ کو تو ابوجہل، عتبہ اور شیبہ سب ہی مانتے تھے بلکہ الصادق الأمین بھی مانتے تھے، لیکن ان کی بات نہیں چل سکی، جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کی جتنی حیثیتیں، جتنے مقامات ومراتب کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ میں بیان کئے گئے ہیں، اللہ ربّ العزت نے جس اعتبار سے محمد رسول اللہ ﷺ کا تعارف کروایا ہے، ایک ایک بات پر یقین نہ کیا جائے تب تک رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، ورنہ جزوی ایمان ہوگا، کلی نہیں!

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کو معلوم ہے کہ اللہ ربّ العزت کے ہاں ناقص ایمان قبول نہیں ہوتا، صرف کامل ایمان قبول ہوتا ہے۔ اور ایمان وہ مرکب ہے جس کے اجزاے ترکیبی اس کی حقیقت کا جزوِ لاینفک ہیں اور مسمیٰ الإیمان میں داخل ہیں، لہٰذا جیسے اللہ ربّ العزت پر ایمانِ کامل ہوگا تو قبول ہوگا، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان کامل ہوگا تو قبول ہوگا یعنی اللہ پر ایمان کی طرح جملہ اُصولِ ایمان کا یہی حکم ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کی طرف اس لئے میں اشارہ کررہا ہوں کہ صاحبِ حدیث کا مقام ومرتبہ ہی حدیث کا مقام ومرتبہ ہے۔ جس طرح امام الانبیا کی حیثیت مسلم ہے، بعینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال، حرکات وسکنات اور اَحکام کی بھی حیثیت مسلم ہے۔ اللہ ربّ العزت نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم میں بڑا ہی واضح تعارف کرایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی حیثیتیں بیان کی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ ایک ایک بات پر دل ودماغ سے یقین ہو، زبان سے اعتراف ہو، پھر اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ نبوت ورسالت پر ایمان ہے، اس کے بغیر نبوت ورسالت پر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

مقامِ نبوت ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ (الاعراف:۱۵۸)

''فرما دیجئے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

قرآن کریم کی شرح وتفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ ربّ العزت نے قرآن کریم نازل کیا اور یہ اللہ ربّ العزت کا کلام اور اس کی وحی ہے۔ اللہ کا اپنے بندوں کے نام پیغام ہے اور امام الانبیا کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (ابراہیم:۱)

''یہ کتاب ہم نے تیری طرف بھیجی ہے تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔''

لوگوں کو قرآنِ مجید پڑھانا، سنانا، سمجھانا، اور اس کی شرح اور وضاحت کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

www.KitaboSunnat.com

بطور رسول منصبی فرض ہے۔امام الانبیا معلم کائنات ہیں اور قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یوں مذکور ہے:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (البقرۃ:۱۲۹)

''اے ہمارے ربّ! ان لوگوں میں اِنہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کی صفائی کرے۔ بے شک تو غالب ودانا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بطورِ معلم کتاب وحکمت اور تزکیہ کرنے والے مربی کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔

اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کی اس حیثیت کو قرآنِ کریم میں چار مقامات پر ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام الانبیا کی یہ حیثیت اتنی واضح ہے کہ قرآنِ کریم نہ تو رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کے بغیر پڑھا جاسکتا ہے اور نہ آپ کی تشریحات کے بغیر سمجھا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم سے جو حکمت ودانائی کے عملی پہلو لئے جا سکتے ہیں، امام الانبیا کی تعلیم کے بغیر وہ بھی حاصل نہیں کئے جاسکتے، اور دل ودماغ کی طہارت بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر نہیں کی جاسکتی۔ نبی اکرم ﷺ جہاں اللہ کے نبی ہیں، وہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت ودانائی (جو محمد رسول اللہ ﷺ کو دی گئی) کے معلم اور دل کی صفائی کرنے والے بھی ہیں اور یہ صرف امام الانبیا کی ایک حیثیت ہے جس کے چار پہلو ہیں، اور ان کو چار دفعہ قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

① سورۃ البقرۃ:۱۲۹ ② البقرۃ:۱۵۱

③ آل عمران:۱۶۴ ④ الجمعہ:۲

اس سے اندازہ کرلیجیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا بطورِ معلم کیا مقام ومرتبہ ہے۔ کیا ایسی مبارک ذات کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف چٹھی رساں ہیں؟ ایسی عظیم ہستی اور اس کے بارے میں یہ کہنا ......جبکہ آپ کے بارے میں اللہ عزوجل نے اتنا کچھ بتا دیا ہے...... کہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حیثیت صرف مبلغ کی ہے، اس سے زیادہ نہیں، ایسا دعویٰ سراسر نالائقی، بے علمی اور جہالت ہے۔

قرآن پاک کے بیان کی چار پانچ صورتیں ہوتی ہیں۔ان کی تکمیل کے لئے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کو نکال کر بیان کا کوئی اِمکان ہی باقی نہیں رہتا۔اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ○ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ○ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ○ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴾ (القیامۃ:۱۶ تا ۱۹)

''اے محمد! وحی کو پڑھنے کے لئے اپنی زبان کو زیادہ حرکت مت دیں تاکہ اس کو جلد یاد کرلیں، اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم وحی پڑھا کریں تو آپ اس کو سنا کریں اور پھر اسی طرح پڑھا کریں۔ پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بیان و وضاحت کی یہ ذمہ داری محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی صورت میں مکمل کردی ہے۔ اب اگر کوئی سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث قرآنِ کریم کا بیان نہیں ہے تو بتائے کہ قرآنِ کریم تو ہمارے سامنے موجود ہے پھر قرآن کا بیان کہاں ہے؟ الحمد للہ ہمیں تو اس پر اطمینانِ قلب ہے۔غرض یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت محمد ﷺ نبی ورسول ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کے مبین بھی ہیں اور امام الانبیا کے فرامین کتاب اللہ کا بیان ہیں اور مستقل احکام بھی اس کے اندر موجود ہیں کیونکہ یہ بھی قرآن کریم کا بیان ہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت

قرآنِ کریم کی نصوص کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک اور مقام ومرتبہ اور حیثیت ثابت ہوتی ہے۔ تشریع کا حق اللہ تعالیٰ کا حق ہے، قانون بنانا شریعت بنانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ نبی ﷺ کے شارع ہونے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جو نبی ﷺ کو شارعِ حقیقی سمجھتے ہیں، یہ بھی حد سے تجاوز ہے اور کچھ لوگ نبی ﷺ کو تشریع کا ذرا بھی حق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ سمجھتا ہے کہ تشریع کا حق اللہ کے پاس ہے لیکن اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ بیان کرنے کے لئے اور آپ ﷺ کی حیثیت اُمت

www.KitaboSunnat.com

پر واضح کرنے کے لئے بلکہ آپ ﷺ کی حیثیت اجاگر کرنے کے لئے تشریع کے بعض حصے امام الانبیا کی طرف منسوب کئے ہیں اور کئی جگہ تحلیل وتحریم کی نسبت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی کی ہے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ صرف چٹھی رساں نہیں ہیں بلکہ اس کے آگے بھی بہت کچھ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (التوبہ:۲۹)

''ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے جو حرام کیا ہے، وہ بھی اسی طرح ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا ہے۔ امام الانبیا کی تحریم بھی اللہ کی تحریم کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''وہ لوگ جو محمد رسول اللہ کی ...... جو نبی اُمی ہیں ...... پیروی کرتے ہیں، جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ اُنہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر اور گردنوں) پر تھے اُتارتے ہیں، تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت اختیار کی اور اُنہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، اس کی پیروی کی، تو وہی مراد پانے والے ہیں۔''

تحلیل وتحریم کا اختیار اگرچہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ اور حیثیت بتانے کے لیے ﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ میں تحلیل وتحریم نسبت آپ ﷺ کی طرف بھی کی گئی ہے۔ گویا امام الانبیا جہاں شارح ہیں، وہاں

www.KitaboSunnat.com

شارع بھی ہیں، لہٰذا ایمان کی تکمیل کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ مقام بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ مطاع

قرآنِ پاک میں متعدد مقامات میں وارد ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت اسی طرح سے فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

''مؤمنو! اللہ سے ڈرو اور بات سیدھی کہا کرو؛ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔'' (الاحزاب:۷۰،۷۱)

اور فرمایا: ﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیا اور صدیق، شہید اور نیک لوگوں کے ساتھ۔ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔'' (النساء:۶۹)

مزید فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:۵۹)

''مؤمنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں صاحبِ حکومت ہیں، ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو، یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔''

مزید فرمایا: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (النساء:۸۰)

''جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔''

کتنے ہی مقامات ہیں جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت کے

ساتھ ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم میں ۴۰ مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اگر اب بھی کسی کو سمجھ نہ آئے کہ مقامِ رسالت کیا ہے تو سمجھ لیجئے کہ دماغ میں خلل ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ اور آپ کی حیثیت مبہم نہیں۔ اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ نبی ﷺ جہاں نبی اور رسول ہیں، شارح اور شارع ہیں؛ وہاں آپ ﷺ مطاع بھی ہیں جیسے اللہ کی اطاعت فرض ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی فرض ہے۔

رسول اللہ بحیثیت حَکم اور قاضی

اس کے علاوہ آپ قاضی بھی ہیں بلکہ اس کائنات کے قاضی القضاۃ ہیں یعنی قاضی بھی ایسے کہ اس سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں اور اس کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جہاں چیلنج کرنا ہے، اسی نے تو انہیں قاضی بنایا ہے۔ اس لیے محمد ﷺ حَکم بھی ہیں جب تک امام الانبیاء کو حَکم اور فیصل نہیں مانا جائے گا، اس وقت تک امام الانبیا پر ایمان کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:۶۵)

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مؤمن نہیں ہوں گے۔''

مسلمانوں کو آپ ﷺ کے فیصلے کے بارے میں دل کے اندر ملال کی بھی اجازت نہیں بلکہ دل کے اندر کسی قسم کی تنگی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ پھر آپ حَکم اور فیصل بھی ایسے ہیں کہ ان کے فیصلہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بولنے کی اجازت نہیں ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ...﴾ (الحجرات:۱)

''مؤمنو! کسی بات کے جواب میں اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو۔''

یہاں یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ جو آپ کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتا، اس کو اللہ تعالیٰ نے منافق کہا ہے اور مؤمن وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو من وعن مانتا ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ○ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۴۸ تا ۵۱)

''اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسول اللہ) ان کا قضیہ چکا دیں تو ان میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے اور اگر (ان کا) حق نکلتا ہو تو ان کی طرف مطیع ہوکر چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا ان کو یہ خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے حق میں ظلم کریں گے؟ (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں، مؤمنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

یہاں ایمان اور نفاق کے درمیان حدِ فاصل بیان ہوئی ہے، یعنی امام الانبیا کے فیصلوں کے بارے میں بحث کرنا نفاق کی علامت ہے، جب کہ امام الانبیا کے فیصلوں کو سو فیصد تسلیم کرلینا ایمان کی علامت ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ نبی کریم ﷺ فیصل اور قاضی بھی ہیں، حَکم اور حاکم بھی۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکومت بھی ملی ہے اور دین بھی، اور حکومت بھی ایسی محبت واحترام سے کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

آپ جانتے ہیں کہ اہل مدینہ محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیش کش کی کہ اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس تشریف لائیے اور ہماری حکومت سنبھال لیجیے: حالانکہ اس حکومت کا آپؐ کی طرف سے کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا تھا، نہ ہی اس کی کوشش کی گئی اور نہ کہیں کسی سے ووٹ مانگے اور نہ ہی اس کے لئے درخواست دی گئی بلکہ جنہوں نے حکومت کروانی تھی، وہ خود چل کر آپ کے پاس درخواست لے کر آئے۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ وثانیہ میں مدینہ سے مکہ آئے، کہا کہ آئیے تشریف لائیے اور حکومت سنبھال لیجیے۔

گویا امام الانبیا کو دینی زندگی کے کسی شعبہ اور کسی پہلو سے آپ دیکھیں گے تو آپ کو حضرت محمد ﷺ کی کوئی نئی حیثیت ہی نظر آئے گی۔ قرآن نے امام الانبیا کی اتنی حیثیتیں بتا

www.KitaboSunnat.com

دی ہیں اور ہر ایک حیثیت میں آپ ﷺ کامل نمونہ ہیں، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کا ایک جامع مقام بیان فرمادیا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

''تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں بہترین نمونہ ہے۔''

زندگی گزارنی ہو اور اسے کامیاب بنانا ہو تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مطابق گزر کر ہی کامیاب ہوسکتی ہے۔ اور اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مطابق نہیں ہوگی تو پھر کامیابی کی کوئی ضمانت نہیں، نہ دنیا سنورے اور نہ آخرت سنورے گی۔ جس کو دنیا کی فکر ہے اسے بھی آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنانا پڑے گا، اس کے بغیر کوئی اُسوہ نہیں ہے۔

اور اسکے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک، جنوب سے لے کر شمال تک امام الانبیا کے زمانہ سے لے کر قیامت تک امام الانبیا کا رسالت میں کوئی شریک نہیں ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الاعراف:۱۵۸)

''(اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی رسول) ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ذات کے بارے میں بتایا کہ میں کتنی عظیم ہستی ہوں، پھر بتایا:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الجمعہ:۲)

''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

تاقیامت جتنے لوگ عہدِ نبویؐ کے بعد آتے رہیں گے، ان کے لئے آپؐ کی نبوت ورسالت جاری وساری رہے گی اور آپؐ ان کے لئے بھی حجت ہوں گے۔ اس کی وضاحت کے لئے مزید فرمایا:

﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (الجمعہ:۳)

''اور ان میں سے دوسرے لوگوں کی طرف بھی ان کو بھیجا ہے جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سراپا دین ہیں، آپ کی شخصیت بھی دین ہے اور آپ کے اقوال وافعال اور تقریرات ومختارات سب دین کا حصہ ہیں۔ جب تک امام الانبیا کی ساری حیثیتیں نہ مانی جائیں، نہ دین مکمل ہوسکتا ہے، نہ دین پر ایمان مکمل ہوسکتا ہے، اور نہ ہی بالواسطہ اللہ پر ایمان مکمل ہوسکتا ہے۔

سامعین کرام! شانِ رسالتؐ پر مبنی ان چند نکات کی نشاندہی کے بعد مجھے اُمید ہے، آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ جو حدیث ہم پڑھتے پڑھاتے اور اس کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، جس حدیثِ نبویؐ کے ہم علمبردار اور اس کی حجیت کے ہم دعویدار ہیں اور جس کے لئے لوگوں سے ہمارے بحث ومباحثے ہوتے ہیں، وہ عقائد ونظریات کس قدر اہم ہیں اور اس کو ماننے میں ہم کس حد تک سچے ہیں۔ ہمارا دماغ اس کے بارے میں کتنا روشن ہے اور ہمیں اس کے بارے میں کتنا اطمینان حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اطمینان میں اضافہ فرمائے اور ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے جو شکوک وشبہات کے مرض میں مبتلا ہیں۔

حفاظتِ دین اللہ کے ذمہ ہے!

اللہ تعالیٰ نے پورا دین نبی اکرم ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل کیا۔ نبی ﷺ کو پوری اُمت کی طرف مبعوث فرمایا اور امت کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی اطاعت کے بغیر نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے:

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت اختیار کی اور اُنہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا، اس کی پیروی کی تو وہی مراد پانے والے ہیں۔''

اس کے بغیر کہیں فلاح نہیں ہے اور ساتھ ہی اللہ نے وعدہ بھی فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

''بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔''

اللہ نے دین بھیجا ہے اور اس پر عمل کو واجب قرار دیا ہے اور اللہ کسی کو تکلیف مالا یطاق

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیتا، کوئی ایسا کام نہیں سونپتا جو اس کے بس میں نہ ہو۔ کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے اور عقل بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنے کا حکم دے اور اس کام پر عمل کرنا ممکن نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس دین 'اسلام' کی بنیادوں (کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ) اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی حفاظت فرمائی، اس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ اگر اب بھی یہ تعلیم قابل اعتماد نہیں تو پھر دنیا کی کوئی شے قابل اعتماد نہیں ہے۔

اس وحی کے سلسلے میں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ اہتمام فرمایا کہ ایک طرف اپنی ذات کا ذکر فرمایا، اس کے بعد جبریل امین کا ذکر فرمایا جسکا نام ہی الروح الأمین ہے۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نام آتا ہے جن کے مخالف اور دشمن بھی آپ کو الصادق الأمین کہتے تھے، اور امام الانبیاﷺ کے بعد جن لوگوں کے ذریعے اس کی حفاظت کروائی، ان کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبہ:۱۰۰)

''اور جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) انصار ومہاجرین میں سے اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی؛ اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش اور اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اس آیت میں گویا اللہ تعالیٰ نے پوری تاریخ انسانی میں کتاب وسنت اور ان پر عمل کی حفاظت کرنے والوں کی پاکیزگی کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا تزکیہ کیا ہے۔ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضوان اللہ علیہم، تابعین کرامؒ اور تبع تابعینؒ سب اس میں شامل ہیں۔ صحابہؓ کرام ایسی عظیم شخصیات تھیں جن میں سے ایک ایک شخصیت اس قابل ہے کہ انسان زندگی گزارنے اور سنوارنے کے لئے ان کی زندگی کو پڑھے تو اس سے اس کی زندگی بھی سنور جائے اور دین کے بارے میں اسے اطمینان بھی حاصل ہوجائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ ان لوگوں

www.KitaboSunnat.com

نے دینِ اسلام کو یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو علمی، عملی اور فکری طور پر ہر طرح محفوظ کیا۔ کسی زاویے سے بھی آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کو دیکھ لیں، ان کے معانی کو دیکھ لیں، ان کے مفاہیم کو دیکھ لیں، ان پر عمل کو دیکھ لیں؛ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سے لیکر امام الانبیا تک محفوظ چلی آرہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ طلبہ حدیث کو اپنے خاندانی نسب نامے تو یاد نہیں، لیکن حدیثِ رسول ﷺ کے نسب نامے یعنی اسانید اللہ کے فضل سے سب کو یاد ہیں، یہ سلسلۂ اسانید کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اور پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں۔

حدیث کی معجزانہ حفاظت

حدیث کی حفاظت کے لئے کئے گئے اقدامات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حدیثِ رسول کو اللہ تعالیٰ نے منافقین سے بچائے رکھا اور منافقین نے حدیثِ رسولؐ روایت نہیں کی۔ اس لئے صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں جملہ احادیث شک وشبہ سے بالا ہیں۔ میرے اس دعوے کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے:

﴿وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ﴾

''اور ان میں بعض ایسے ہیں جو تمہاری طرف کان لگائے رہتے ہیں یہاں تک کہ سب کچھ سنتے ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے نکل کر چلے جاتے ہیں تو جن لوگوں کو علم (ایمان) دیا گیا ہے، ان سے پوچھتے ہیں کہ بھلا اُنہوں نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا رکھی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چل رہے ہیں۔'' (محمد:١٦)

منافقین بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہی رہتے تھے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے کلام میں اتنا تقدس اور اتنی خیر وبرکت ہے کہ منافقین کے مکروہ کانوں میں اس کا ایک لفظ بھی داخل نہیں ہوتا تھا۔ امام الانبیا کی باتیں سننا، یاد رکھنا اور آگے پہنچانا یہ دور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی قوتِ سماعت ہی چھین لی تھی کہ نہ وہ سنیں اور نہ آگے بیان کرسکیں اور جب یہ لوگ آپ ﷺ کی مجلس برخاست ہونے پر باہر نکلتے تو صحابہؓ سے پوچھتے پھرتے: ماذا قال آنفا؟
''ابھی رسول کیا کہہ رہے تھے؟''

www.KitaboSunnat.com